© rasailojaraid.com

مولانا محمد اسحٰق بھٹی کی سوانح نگاری

ملک عبدالرشید عراقی

تذکرہ نویسی اور سوانح نگاری کے میدان میں جماعت اہل حدیث میں مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب کو امتیازی حیثیت حاصل ہے۔ بھٹی صاحب اپنے منفرد اسلوب اور شگفتہ بیانی کیلئے علمی حلقوں میں کافی مقبول ہیں۔ ان کی تحریروں میں گہرائی بھی ہے اور فکری صلاحیت بھی' حافظہ اتنا قوی اور قلم اتنا سیال ہے کہ معلومات کا دریا موجیں مار رہا ہوتا ہے اور شخصیت اپنے پورے وجود کے ساتھ چلتی پھرتی محسوس ہوتی ہے۔ سوانح نگاری اور تذکرہ نویسی بھٹی صاحب کا خاص اور پسندیدہ موضوع ہے۔ انہوں نے متعدد مشاہیر اسلام کے حالات زندگی قلمبند کئے ہیں۔ سوانح کے موضوع پر ان کے قلم سے جو کتابیں منصۂ شہود پر آئی ہیں' ان کی فہرست پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی سوانح نگاری کا دائرہ انہی شخصیات تک محدود رکھا ہے' جن کا ان سے تعلق خاص رہا ہے۔ مولانا بھٹی صاحب کی سوانحی کتب کے مطالعہ سے اندازہ ہوتا ہے کہ انہوں نے اپنی کتب سوانح میں صرف واقعات زندگی' حوادث زمانہ اور شب و روز کے تسلسل کو بیان کرنے پر اکتفاء نہیں کیا ہے' جو عام سوانحی کتب کا طرز نگارش اور اسلوب بیان ہوتا ہے' بلکہ انہوں نے شخصیات کے بنیادی پہلوؤں کو اجاگر کرنے پر زیادہ توجہ مبذول کی ہے' جس سے اس شخصیت کے بنیادی و اصلاحی کارنامے واضح طور پر سامنے آجاتے ہیں اور اس کی قدر و قیمت میں اضافہ ہوتا ہے۔

بھٹی صاحب کی سوانحی کتب کی ایک دوسری خصوصیت یہ ہے کہ وہ صاحب سوانح کے خاندانی پس منظر کو بالعموم بیان کرتے ہیں' اس لئے کہ شخصیت کی نشوونما و تشکیل میں خاندانی پس منظر کا بہت اہم کردار ہوتا ہے۔ مولانا بھٹی صاحب کی سوانح نگاری کی ایک سب سے بڑی انفرادی خصوصیت یہ ہے کہ ان کو پڑھ کر پڑھنے والے کا تعلق اسلامی فکر کے قریب ہوتا ہے اور دین کو زندگی کا سب سے بڑا سرمایہ سمجھنے لگتا ہے۔

میرے خیال میں مولانا بھٹی صاحب نے اپنی علمی زندگی کا آغاز سوانح نویسی سے کیا۔ آپ نے ۱۹۶۵ء میں روزنامہ امروز لاہور میں ''بنات الاسلام'' کے عنوان سے ایک سلسلہ مضامین شروع کیا تھا۔ جن میں امہات المومنین' بنات النبی ﷺ' عالی قدر صحابیات' تابعات و تبع تابعات' اسلامی عہد کے اندلس کی چند نامور خواتین' الجزائر کی مجاہد خواتین اور مغل دور کے برصغیر کی بعض نامور خواتین شامل تھیں۔

سوانح پر مولانا بھٹی کی جو کتابیں اس وقت تک شائع ہو چکی ہیں' ان کا تعارف بہ ترتیب سن اشاعت درج ذیل ہے۔

فقہائے ہند

یہ کتاب دس جلدوں میں ہے۔ اس میں پہلی صدی ہجری سے لے کر تیرہویں صدی ہجری تک کے فقہائے کرام اور اکابرین اسلام کے حالات بیان کئے گئے ہیں۔ یہ کتاب ادارہ ثقافت اسلامیہ کلب روڈ لاہور نے شائع کی۔ راقم نے آج تک کتاب نہیں دیکھی۔ اشتہارات دیکھے ہیں کہ بھٹی صاحب نے یہ کتاب لکھی ہے۔ اس لئے اس کتاب کا تعارف نہیں کرا سکتا۔

قصوری خاندان

یہ کتاب خاندانِ سعادت قصور یعنی مولانا عبدالقادر قصوری کے خاندان کے حالات پر مشتمل ہے۔ اس میں مولانا عبدالقادر قصوری' مولوی عبدالحق وکیل' مولانا عبداللہ قصوری' مولانا محی الدین احمد قصوری' مولانا محمد علی قصوری' مولوی احمد علی اور میاں محمد علی قصوری کے حالات اور ان کی علمی' دینی اور سیاسی خدمات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔

قصوری خاندان کی خدمات جلیلہ ہماری سیاسی تاریخ کا ایک قیمتی سرمایہ ہے اور اس خاندان نے مختلف شعبہ ہائے زندگی میں جو کارہائے نمایاں انجام دیئے ہیں اس سے ہماری تاریخ ملت کے صفحات آج بھی جگمگا رہے ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد نے قصوری خاندان کو خاندانِ سعادت کے نام سے یاد کیا ہے اور اپنی مشہور کتاب تذکرہ میں بڑے عمدہ الفاظ میں بیان کیا ہے ''قصوری خاندان کے سربراہ مولانا عبدالقادر قصوری جہاں ایک بہت بڑے قانون دان تھے' وہاں ایک بہت بڑے سیاستدان' مدبر اور دانشور بھی تھے۔ تحریک آزادی وطن میں ان کی خدمات قدر کے قابل ہیں۔ شاہ اسماعیل شہید کی جماعت مجاہدین سے بھی ان کا تعلق تھا۔''

مولانا غلام رسول مہر نے اپنی کتاب سرگزشت مجاہدین میں ان کا ذکر کیا ہے۔ مجلس خلافت کا جو وفد علامہ سید سلیمان ندوی کی قیادت میں ۱۹۲۴ء میں حجاز گیا تھا' اس وفد کے ایک رکن مولانا عبدالقادر قصوری بھی تھے۔ مولانا ظفر علی خاں سے بھی ان کے اچھے تعلقات تھے اور وہ ان کی خدمات جلیلہ کے معترف تھے اور ان کا بہت احترام کرتے تھے۔ ان کے بارے میں مولانا ظفر علی خاں نے تین نظمیں کہی تھیں۔

مولانا عبدالقادر قصوری دس سال تک (۱۹۲۰ء سے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

۱۹۳۰ء) پنجاب کانگرس کے صدر رہے اور اسیر زنداں بھی رہے۔ آپ نے جماعت اہل حدیث کی ترقی وترویج میں بھی نمایاں خدمات انجام دیں۔ ۱۹۲۰ء میں انجمن اہل حدیث پنجاب کی تشکیل ہوئی' تو آپ اس کے پہلے صدر منتخب ہوئے اور ۱۹۲۸ء تک آپ اس منصب پر فائز رہے۔ مولانا ابوالکلام آزاد ان کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔

مولانا اسحاق بھٹی لکھتے ہیں:

''مولانا عبدالقادر قصوری کو اللہ نے بہت سی صلاحیتوں سے نوازا تھا' وہ ایک مستند عالم دین تھے اور ملکی سیاست کے علاوہ ان کا مطالعہ دینیات بھی بڑا وسیع تھا۔ تفسیر' حدیث اور فقہ میں گہری نظر رکھتے تھے۔ (صفحہ ۳۴)

مولانا عبدالقادر قصوری نے ملک کی متعدد سیاسی و قومی تحریکوں میں قائدانہ حیثیت سے خدمات سرانجام دیں۔ تحریک عدم تعاون' تحریک جہاد' تحریک ہجرت' تحریک خلافت وغیرہ میں ان کی تگ وتاز اس دور کی تاریخ کا ایک اہم باب ہے۔ یہ تمام تحریکیں ایک ہی قسم کی تھیں' جن کا بنیادی نقطہ نظر انگریز کی مخالفت تھا۔ وہ عوامی مقرر تھے۔ ان کی تقریر کارکنوں کیلئے غور وفکر کے اہم نکات پر مشتمل ہوتی تھی اور جو بات کرتے تھے' دل میں اتر جاتی تھی۔ (صفحہ ۴۰)''

مولانا محی الدین احمد قصوری کے بارے میں بھٹی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''عربی کے عالم' فارسی میں عبور' انگریزی کے ماہر اور بہت اچھے مترجم' قرآن مجید پر بڑا استحضار تھا۔ گفتگو میں کثرت سے برمحل آیات قرآنی پڑھتے اور مضامین میں مناسب مواقع پر قرآن کی آیات تحریر فرماتے تھے۔ (صفحہ ۴۷)''

مولانا محمد علی قصوری کے بارے میں مولانا بھٹی لکھتے ہیں:

''مطالعے کا انہیں بے حد شوق تھا۔ حافظہ بڑا تیز تھا' جو کچھ پڑھتے ذہن میں محفوظ ہو جاتا۔ قران مجید پر بہت استحضار تھا۔ گفتگو میں کثرت سے قرآن کی آیات پڑھتے تھے۔ علوم دین تفسیر وحدیث اور امام ابن تیمیہ وابن قیم کی کتابوں سے بے پناہ شغف تھا۔ عربی' فارسی اور اردو کے بے شمار اشعار زبانی یاد تھے' کسی مجلس میں بیٹھے بیٹھے تھوڑی دیر کیلئے بھی اٹھنا پڑتا تو واپس آ کر ''السلام علیکم'' کہہ کر بیٹھتے۔'' (صفحہ ۱۴۳)

میاں محمد علی قصوری مولانا عبدالقادر قصوری کے فرزند ارجمند' مولانا محی الدین احمد قصوری اور مولانا محمد علی قصوری کے چھوٹے بھائی تھے۔ وہ بیرسٹر تھے اور ان کا شمار پاکستان کے چوٹی کے وکلاء میں ہوتا تھا۔ ملکی سیاست میں ان کی خدمات کا احاطہ نہیں کیا جاسکتا۔ وہ مرکزی حکومت میں وزیر قانون بھی رہے۔

مولانا بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''ایک بار میاں صاحب نے بتایا کہ بعض لوگوں نے مجھے سینما بنانے کا مشورہ دیا تا کہ آمدنی کا مستقل سلسلہ جاری رہے' لیکن میں نے ان سے کہا کہ جب تک میں زندہ ہوں' مولانا عبدالقادر قصوری کے گھر یہ لعنت نہیں آ سکے گی۔ میں ان کے اور اپنے مسلک کو داغ دار نہیں ہونے دوں گا۔ یہ ان کی اسلامی غیرت اور دینی حمیت کی بہت بڑی مثال ہے۔'' (صفحہ ۱۸۵)

یہ کتاب مکتبہ تعلیمات اسلامیہ ماموں کانجن ضلع فیصل آباد نے ۱۹۹۴ء میں شائع کی۔ (صفحات ۲۰۶)

نقوش عظمت رفتہ

اس کتاب میں مولانا بھٹی صاحب نے جن علمائے کرام' اکابرین اور ادبی و سیاسی شخصیات کے حالات قلمبند کئے ہیں' ان کی فہرست درج ذیل ہے:

''مولانا سید محمد داؤد غزنوی' حافظ محمد گوندلوی' مولانا محمد اسماعیل سلفی' مولانا کرم الٰہی' مولانا محمد عطاء اللہ حنیف' مولانا عبدالقدوس میواتی' مولانا عبدالخالق قدوسی' مولانا عبید اللہ سندھی' مولانا احمد علی لاہوری' سید عطاء اللہ شاہ بخاری' خواجہ عبدالوحید' خواجہ عبدالحئی فاروقی' سید محمد متین ہاشمی' حمید نظامی' سید ابوالحسنات قادری' کوثر نیازی' قاضی حبیب الرحمان منصور پوری' گیانی ذیل سنگھ' ڈاکٹر محمد ایوب قادری' سحر گل خاں اور مولوی شمس الدین۔''

اس کتاب میں بھٹی صاحب نے علمائے اہل حدیث کے حالات بھی لکھے ہیں اور علمائے احناف (دیوبندی و بریلوی) کے بھی حالات قلمبند کئے ہیں۔ ادبی شخصیات بھی' صحافی بھی اور ایک غیر مسلم شخصیت گیانی ذیل سنگھ سابق صدر بھارت۔

بھٹی صاحب ایک خاص فقہی مسلک کے حامل ہیں۔ جسے اہل حدیث مسلک سے تعبیر کیا جاتا ہے' لیکن ان کی وسعت قلبی ہے کہ وہ ہر مسلک کے اہل علم کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور بڑی فراخدلی سے اس کی خوبیاں بیان کرتے ہیں۔

مولانا سید داؤد غزنوی کے حالات میں ان کے علم و فضل' وسعت معلومات اور ذوق تحقیق کے بارے میں بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''فتوے وہ بڑی تحقیق سے لکھتے تھے۔ فتوے کے سلسلے میں مولانا غزنوی کا معمول یہ تھا کہ کتاب وسنت سے جو حوالہ زیر بحث مسئلے کے متعلق دیتے' اس کی تائید میں ائمہ فقہ میں سے کسی امام کا قول ضرور نقل کرتے۔ دیگر علماء غزنویہ بھی اس پر عمل پیرا تھے۔ مولانا کے فتوے بہت محققانہ ہوتے تھے۔ مولانا محمد حنیف ندوی کہا کرتے تھے کہ اگر مولانا غزنوی سیاسیات میں نہ جاتے اور صرف فتویٰ نویسی کرتے تو بہت بڑے مفتی ہوتے۔'' (صفحہ ۲۷)

مولانا حافظ محمد گوندلوی اور مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہم اللہ اجمعین بھٹی صاحب کے اساتذہ میں شامل ہیں۔ ان دونوں علمائے کرام کے حالات بھی بڑی تفصیل سے قلمبند کئے ہیں اور اپنے تیسرے استاد مولانا محمد عطاء اللہ حنیف بھوجیانی سے مولانا بھٹی کا خاص تعلق رہا ہے۔ بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''بلاشبہ وہ میرے مشفق استاد تھے اور مجھے جو کچھ اللہ

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نے عطاء فرمایا وہ انہی کی مساعی جمیلہ کا نتیجہ ہے۔ (صفحہ ۲۸۷)

مولانا احمد علی لاہوری کے بارے میں بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''متبع سنت، قاطع بدعت، مبلغ توحید، تحریک حریت برصغیر کے بطل جلیل، تفسیر قرآن میں یکتا، عمل بالحدیث میں حریص، فقہ میں ماہر، تصوف میں نمونہ سلف، طریقت میں منفرد، وعظ و تبلیغ دین میں پوری ایک جماعت کے قائم مقام۔'' (صفحہ ۳۶۹)

''مولانا احمد علی صاحب مبلغ اسلام، مفسر قرآن اور سیاسی رہنما تھے۔ آزادی وطن کے سلسلے میں کئی دفعہ گرفتار ہوئے اور مختلف جیلوں میں رہے۔ حلقہ علماء میں عزت و احترام کی نگاہ سے دیکھے جاتے ہیں اور ان کی رائے کو اہمیت دی جاتی تھی۔ ان کا اندازِ بیان اور طریقت گفتگو بڑا موثر تھا۔'' (صفحہ ۳۸۱)

قاضی حبیب الرحمان منصور پوری سیرۃ نبوی پر شہرہ آفاق کتاب ''رحمۃ اللعالمین'' کے مصنف مولانا قاضی محمد سلیمان منصور پوری کے حقیقی بھتیجے تھے۔ قاضی حبیب الرحمٰن مصنف بھی تھے، ان کی مشہور کتاب ''عشرہ مبشرہ'' ہے۔ جو ان دس صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے حالات پر مشتمل ہے۔ جن کو آنحضرت ﷺ نے ان کی زندگی میں جنت کی بشارت دے دی تھی۔

بھٹی صاحب قاضی صاحب مرحوم کے بارے میں لکھتے ہیں:

''قاضی حبیب الرحمٰن متوکل علی اللہ تہجد گزار، متبع سنت نبوی، عاشق رسول، علماء کے قدر دان اور بزرگانِ دین سے والہانہ تعلق رکھنے والے تھے۔ (صفحہ ۵۴۰)

وہ اپنے خاندان میں ایک خاص وضع قطع، خاص اسلوب زیست، خاص انداز کلام اور تقویٰ و تدین کی ایک خاص روایت کے امین تھے۔'' (صفحہ ۵۴۱)

یہ کتاب اکتوبر ۱۹۹۶ء میں مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور نے شائع کی۔ (صفحہ ۶۴۰)

میاں فضل حق اور ان کی خدمات

میاں فضل حق مرحوم جمعیۃ اہل حدیث پاکستان کے ناظم اعلیٰ تھے۔ ان کا تعلق امرتسر (مشرقی پنجاب) سے تھا۔ قیام پاکستان کے وقت امرتسر سے ہجرت کر کے حافظ آباد (ضلع گوجرانوالہ) میں سکونت اختیار کی۔ امرتسر میں آپ نے علماء کی صحبت اختیار کی تھی۔ پاکستان آ کر اللہ تعالیٰ نے ان کے کاروبار میں برکت عطاء کی۔ شیخ الحدیث مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق پیدا ہوا اور انہی کی وساطت سے جمعیۃ اہل حدیث پاکستان سے وابستہ ہوئے اور ناظم اعلیٰ بنا دیئے گئے۔ میاں صاحب مرحوم بہت زیادہ مخیر تھے۔ آپ نے کئی ایک مساجد تعمیر کرائیں اور جمعیۃ اہل حدیث پاکستان کی بھی مالی معاونت کرتے رہے اور اہل حدیث جماعت کی مشہور دینی درسگاہ جامعۃ السلفیہ فیصل آباد کی ترقی و ترویج میں ان کی خدمات بھی قابل قدر ہیں۔ آپ جامعہ سلفیہ کمیٹی کے صدر بھی رہے۔ جامعہ سلفیہ میں اپنے والد میاں حسن محمد کے نام پر حسن حال تعمیر کرایا۔

مولانا محمد اسحاق بھٹی نے اپنی اس کتاب میں میاں صاحب مرحوم کی خدمات کا تذکرہ کیا ہے۔ علاوہ ازیں اس کے اس کتاب میں بھٹی صاحب نے پہلے امرتسر کی مذہبی، دینی، سیاسی اور معاشی اعتبار پر روشنی ڈالی ہے۔ اس کے علاوہ برصغیر میں اہل حدیث کی علمی و سیاسی سرگرمیاں، آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس، انجمن اہل حدیث پنجاب، مرکزی جمعیۃ اہل حدیث مغربی پاکستان، جامعہ سلفیہ کا قیام، میاں صاحب کا دور نظامت پر تفصیل سے لکھا ہے۔ میاں صاحب مرحوم نے جن فلاحی اور قومی و ملی اداروں سے مالی تعاون کیا اور جن قومی و سیاسی تحریکوں میں حصہ لیا، ان پر بھی بھٹی صاحب نے روشنی ڈالی ہے اور آخر میں جامعہ سلفیہ کیلئے میاں صاحب نے جو خدمات انجام دیں، اس کا بھی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ رفاہی اداروں کی امداد کے سلسلہ میں بھٹی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''حافظ آباد میں مسجد کی تعمیر، لڑکوں اور لڑکیوں کے دو پرائمری سکول کے قیام اور دار الحدیث محمدیہ کے اجراء کے ساتھ ساتھ میاں صاحب نے وہاں کے رفاہی اداروں میں دلچسپی لی اور ان کی مالی اعانت کو اپنے لئے ضروری قرار دیا۔ مثلاً شہر اور علاقے کے ہسپتالوں میں ادویہ کی فراہمی کیلئے انہوں نے بڑی دلچسپی لی اور اس سلسلے میں مختلف اوقات میں متعلقہ محکمے کو اچھی خاصی رقم عطاء کی۔ یتیموں، مسکینوں اور مستحقین کی مالی امداد بھی کھلے دل اور کھلے ہاتھ سے کرتے رہے۔ قیام پاکستان کے فوراً بعد مہاجرین کی امداد کیلئے جو انجمنیں اور سوسائٹیاں سرکاری یا غیر سرکاری طور پر قائم ہوئیں، ان کیلئے بھی ان کے تعاون کا سلسلہ جاری رہا۔ (صفحہ ۶۵)

یہ کتاب میاں فضل حق ویلفیئر ٹرسٹ ملتان روڈ لاہور نے ۱۹۹۷ء میں شائع کی۔ (صفحات ۲۴۳)

بزم ارجمنداں

اس کتاب میں بھٹی صاحب نے (۱۹) اکابرین دین وملت کے سوانحی خاکے قلمبند کئے ہیں، جن کی تفصیل درج ذیل ہے۔

''مولانا ابوالکلام آزاد، مولانا ثناء اللہ امرتسری، مولانا محمد علی لکھوی، حافظ عبداللہ روپڑی، مفتی محمد حسن امرتسری، ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم، مولانا عبدالکریم گرنتھی، شاہ محمد جعفر پھلواروی، مولانا عبدالمجید سوہدروی، رئیس احمد جعفری ندوی، قاضی عبدالعزیز منصور پوری، مولانا محمد صدیق لائل پوری، حکیم عبدالشکور شکراوی، مفتی جعفر حسین، میاں محمد شفیع (م ش)، مولانا معین الدین لکھوی، ڈاکٹر اسرار احمد، مولانا عبداللہ گورداسپوری اور ڈاکٹر ابوسلمان شاہجہاں پوری''

اس مجموعہ کتاب میں بھی علمائے اہل حدیث بھی شامل ہیں اور علمائے دیوبند بھی اور ندوۃ العلماء لکھنو کے فارغ التحصیل بھی، شیعہ عالم بھی اور ماہر تعلیم بھی۔

مولانا ابوالکلام آزاد سے مولانا بھٹی کو ملاقات کرنے کی سعادت حاصل ہے، ان کے بارے میں لکھتے

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

ہیں:

''تقریر وتحریر میں پورے ہندوستان میں کوئی ان کا حریف نہ تھا۔ علم وفضل میں بھی وہ اونچے مقام پر فائز تھے اور سیاسیات میں ان کا مرتبہ بہت بلند تھا۔'' (صفحہ ۵۵)

شیخ الاسلام مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''وہ برصغیر کی عظیم علمی شخصیت تھے۔ ان کا شمار بیسویں صدی عیسوی اور چودھویں صدی ہجری کے ان اکابر علمائے کرام میں ہوتا ہے' جو کہ بیک وقت متعدد اوصاف کے حامل تھے۔ انہوں نے اس دور میں ہوش سنبھالا' جب اس خطہ ارض میں کئی خلاف اسلام تحریکیں جنم لے چکی تھیں اور اسلام پر پوری شدت سے پے در پے حملے کر رہی تھیں۔ وہ ان سب کے خلاف سینہ سپر ہو گئے اور اسلام کی مدافعت و محافظت میں اپنی تمام قوتیں صرف کر دیں۔ وہ بہترین مقرر بھی تھے اور بلند پایہ مناظر بھی' دینی علوم کے ماہر بھی تھے اور غیر اسلامی ادیان سے باخبر بھی' مصنف بھی تھے اور محقق بھی' مفسر بھی تھے اور ماہر حدیث بھی' اصولی بھی تھے اور عالم فقہ بھی' کلامی بھی تھے اور فلسفی ومنطقی بھی' اپنے انداز خاص سے سیاست میں بھی حصہ لیتے تھے اور ملکی مسائل سے بھی گہری دلچسپی رکھتے تھے۔ (صفحہ ۱۴۲' ۱۴۳)

مولانا بھٹی صاحب میں ایک خوبی یہ بھی ہے کہ کبھی کبھی لطائف بھی احاطہ تحریر میں لے آتے ہیں۔ شاہ محمد جعفر پھلواروی ندوی کے حالات میں لکھتے ہیں کہ شاہ صاحب عموماً پاجامہ' کرتا' شیروانی اور جناح کیپ استعمال کرتے تھے' لیکن کسی تقریب شادی میں انگریزی سوٹ اور ہیٹ استعمال کرتے تھے اور ٹائی بھی لگاتے تھے۔ ڈاکٹر خلیفہ عبدالحکیم کی بیٹی کی شادی میں شاہ صاحب' مولانا محمد حنیف ندوی اور کئی دوسرے احباب اور راقم بھی مدعو تھے۔ جب بارات آ کر بیٹھ گئی تو خلیفہ صاحب نے مولانا حنیف ندوی سے کہا کسی نکاح خواں کو لائیے۔ مولانا نے شاہ صاحب کو پکڑا اور خلیفہ صاحب کے پاس لے گئے اور کہا جلدی سے کوئی مولوی تو نہیں ملا' پادری کو لے آیا ہوں۔ (شاہ صاحب کی داڑھی کی تراش خراش اور شکل وصورت انگریز پادریوں کی سی تھی) مجلس میں ایک قہقہہ بلند ہوا اور شاہ صاحب نے نکاح خوانی کے فرائض انجام دیئے۔'' (صفحہ ۳۶۵)

مولانا حافظ عبداللہ روپڑی جماعت اہل حدیث کے نامور عالم دین' مجتہد اور مفتی تھے۔ ان کے فتوے بڑے محققانہ ہوتے تھے۔ تصنیف و تالیف کا عمدہ ذوق رکھتے تھے۔ مولانا محمد حنیف ندوی فرمایا کرتے تھے کہ:

''مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری دیوبندی اپنی جلالت علم کے باوجود اپنی کتاب ''فصل الخطاب'' کی تردید حافظ عبداللہ روپڑی کی کتاب ''الکتاب المستطاب فی جواب فصل الخطاب'' کا جواب نہیں دے سکے۔''

مولانا بھٹی لکھتے ہیں کہ:

''بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے حافظ عبداللہ روپڑی کو بہت سے اوصاف سے نوازا تھا اور اہل علم کی جماعت میں وہ عالی مرتبے کے حامل تھے۔ (صفحہ ۲۷۶)

اللہ تعالیٰ کا ان پر خاص فضل تھا کہ انہوں نے خالص علمی زندگی بسر کی اور بے شمار علماء وطلباء نے ان سے علم حاصل کیا اور ہمیشہ اللہ کے دین کی خدمت کرتے رہے۔'' (۲۸۴)

مولانا مفتی محمد حسن امرتسری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''حضرت مفتی صاحب نہایت صالح' حد درجہ مخلص' انتہائی بلند کردار' بہت بڑے عالم اور عظیم المرتبت انسان تھے۔'' (صفحہ ۲۹۸)

یہ کتاب مکتبہ قدوسیہ اردو بازار لاہور نے مارچ ۱۹۹۹ء میں شائع کی۔ (صفحات ۶۲۹)

کاروانِ سلف

اس کتاب میں بھٹی صاحب نے جن علمائے کرام کے حالات قلمبند کئے ان کی تعداد (۲۲) ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

''مولانا عبدالوہاب دہلوی' سید محمد شریف گھڑیالوی' مولانا عطاء اللہ شہید' حافظ محمد زکریا' مولانا محمد حیات قصوری' مولانا نیک محمد' حکیم نور الدین لائل پوری' حافظ عبدالستار دہلوی' مولانا عبداللہ اوڈ' مولانا محمد رفیق خاں پسروری' مولانا عبدالعزیز سعیدی' مولانا عبدالقادر حصاری' مولانا عبداللہ لائل پوری' حافظ عبداللہ بہاولپوری' سید محب اللہ شاہ راشدی' مولانا سلطان محمود' سید بدیع الدین شاہ راشدی' مولانا فیض الرحمان نوری' چوہدری ظفر اللہ اور مولانا ثناء اللہ ہوشیار پوری۔''

اس مجموعہ حدیث میں بھٹی صاحب نے سب سے طویل حالات حافظ عبداللہ بہاولپوری کے قلمبند کئے ہیں۔ ان کے بعد مولانا عبداللہ لائل پوری' سید محب اللہ شاہ راشدی اور مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی (پیر آف جھنڈا) کے حالات تفصیل سے لکھے ہیں۔

مولانا عبداللہ لائل پوری کے بارے میں بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''وہ وسیع النظر اور فراخ حوصلہ عالم تھے۔ جو شخص جتنی مشکل بات پوچھتا اتنا ہی خوش ہوتے۔ اس اعتبار سے کہنا چاہئے کہ وہ مشکل پسند تھے۔ (صفحہ ۲۷۲) فتویٰ مدلل لکھتے' قرآن وحدیث اور فقہ کی رو سے مسئلہ زیر بحث کے ہر پہلو کی وضاحت کرتے۔'' (صفحہ ۲۷۴)

مولانا سید بدیع الدین شاہ راشدی کے بارے میں بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''شاہ صاحب بہت سی خوبیوں کے مالک تھے۔ ان میں ایک خوبی یہ تھی کہ وہ بہت بڑے مناظر اور حاضر جواب تھے۔ انہیں اپنے مسلک کی حقانیت ثابت کرنے کیلئے مختلف مقامات پر مناظرے کرنے کا موقع ملا۔

شاہ صاحب اللہ کے فضل سے بہت اچھے مصنف بھی تھے۔ وہ بسیار نویس اور تیز نویس مصنف تھے۔ عربی' اردو' سندھی تینوں زبانوں میں بے تکلفی سے بولتے اور اور بے تکلفی سے لکھتے تھے۔ (صفحہ ۴۸۴)

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

چوہدری ظفر اللہ کے بارے میں بھٹی صاحب لکھتے ہیں:

''چوہدری صاحب بہت سی خصوصیات کے مالک تھے۔ نہایت ہمدرد' خیر خواہ' امور خیر میں تعاون کرنے والے' بہت اچھے دوست' دل کے صاف' معاملے کے کھرے' طلباء کیلئے سراپا شفقت' اساتذہ کیلئے پیکر احترام' سب کے دکھ درد میں شریک' وسیع معاشرتی تعلقات رکھنے والے' گفتگو میں نرم اور سنجیدہ' نماز باجماعت کے پابند اور تلاوت قرآن کثرت سے کرتے تھے۔

جدید وقدیم علوم پر نگاہ رکھتے تھے' مطالعہ وسیع تھا۔ ان کے حریم قلب میں فروغ علم کا ایک خاص داعیہ اور جذبہ کارفرما تھا۔ جس کا اظہار ان کے قول وعمل اور فعل وحرکت سے ہوتا تھا اور وہ اس دور معصیت کیش میں اس صاف ستھری تہذیب کا چلتا پھرتا نمونہ تھے' جو اسلام پیش کرتا ہے اور اس ثقافت کا حسین ترین پرتو تھے۔ جس کی سنت نبوی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے نشاندہی ہوتی ہے۔ ان کی مساعی جمیلہ کے پیش نظر اس گناہ گار کی ان کے متعلق یہ رائے تھی کہ اگر کوئی ایسا آلہ ایجاد ہو جائے' جس سے ان کی نیت کی تہہ تک ہماری نظر کی رسائی ہو سکے' تو اس میں ان کے خلوص' تقویٰ' اطاعت کتاب وسنت' دینداری' صالحیت اور صلاحیت کار اور اشاعت علم اور نشر دین کے علاوہ کوئی شے دکھائی نہیں دے گی۔ (صفحہ ۵۱۱'۵۱۲)

یہ کتاب دسمبر ۱۹۹۹ء میں مکتبہ اسلامیہ بھوانہ بازار فیصل آباد سے شائع کی۔ (صفحات ۵۲۷)

اسلام کی بیٹیاں

اس کتاب میں بھٹی صاحب نے (۱۴۳) بنات الاسلام یعنی امہات المومنین بنات النبی' اعالی قدر صحابیات' تابعات وتبع تابعات' مغلیہ دور کی بعض نامور خواتین' اسلامی عہد اندلس کی بعض نامور خواتین اور الجزائر کی کچھ مجاہد خواتین کے حالات او وان کے کارناموں کو مختصراً قلمبند کیا ہے۔

جن خواتین کے حالات قلمبند کرنے میں بھٹی صاحب نے (۴۰) عربی' فارسی اور اردو کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔

بھٹی صاحب اپنی اس کتاب کے بارے میں رقمطراز ہیں:

''ان قابل احترام خواتین میں وہ بھی ہیں' جنہوں نے جنگ وجہاد میں حصہ لیا' وہ بھی ہیں' جنہوں نے اسلام کی تبلیغ واشاعت کو اپنا مطمح نظر ٹھہرایا۔ وہ بھی ہیں' جنہوں نے شعر وشاعری اور ادب وانشاء میں دلچسپی لی' وہ بھی ہیں' جنہوں نے تمام امور دنیا سے الگ رہ کر اپنے آپ کو اللہ کی عبادت اور ذکر الٰہی کیلئے وقف کر دیا اور وہ بھی ہیں' جنہوں نے اپنے وطن کی سیاست میں بھرپور کردار ادا کیا۔'' (صفحہ ۱۲)

یہ کتاب مکتبہ قدوسیہ لاہور نے جولائی ۲۰۰۰ء میں شائع کی۔ (صفحات ۶۰۰)

قافلہ حدیث

اس کتاب میں مولانا محمد اسحاق بھٹی صاحب نے (۲۶) علمائے کرام کے حالات زندگی پر روشنی ڈالی ہے۔ تفصیل درج ذیل ہے۔

''مولانا سید امیر علی ملیح آبادی' مولانا محمد سلیمان روڑی والے' مولانا نور حسین گرجاکھی' مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی' حافظ محمد حسین روپڑی' سید ابوبکر غزنوی' مولانا محمد یعقوب ملہوی' صوفی نذیر احمد کاشمیری' مولانا شمس الحق سلفی' حافظ عبداللہ بڈھیمالوی' مولانا محمد حنیف ندوی' پروفیسر عبدالقیوم' حکیم عبدالمجید الہ آبادی' حافظ محمد شاکر' مولانا محمد عبداللہ سلیم' حافظ محمد لکھوی' مولانا محی الدین لکھوی' حافظ عبدالقادر روپڑی' حافظ عبدالرحمان کمیر پوری' مولانا عبدالعظیم انصاری' مولانا محمد یوسف راجووال' مولانا محمد صادق خلیل' مولانا محمد یونس اثری' ڈاکٹر محمد لقمان سلفی اور محمد عزیر شمس۔''

یہ کتاب مکمل علمائے اہل حدیث کے حالات پر مشتمل ہے۔ جیسا کہ بھٹی صاحب کتاب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ:

''یہ کتاب اہل حدیث اصحاب علم کی تگ وتاز نوع بنوع اجاگر کرتی ہے اور بتاتی ہے کہ ان میں سے کس کس بزرگ نے کیا کیا معرکہ آرائیاں کیں اور ان کے فکر وعمل کی حدود نے کس انداز سے کہاں تک وسعت اختیار کی۔ تصنیف وتالیف میں یہ حضرات کہاں تک پہنچے۔ تحقیق کاوش کی کن کن وادیوں میں قدم زن ہوئے۔ درس وتدریس میں کہاں تک رسائی حاصل کی اور وعظ وتبلیغ کے میدانوں میں انہوں نے کیا اثرات چھوڑے۔'' (صفحہ ۸)

مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹی کے بارے میں بھٹی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''مولانا محمد ابراہیم اپنے عہد کے جلیل القدر عالم' منقول ومعقول کے ماہر' بہت بڑے مناظر' کثیر التصانیف مصنف' دین کے بارے میں نہایت غیور' عزت نفس کے سلسلے میں انتہائی جری' بارعب اور صاحب جلال بزرگ تھے۔ غلطی پر ٹوکنا' برائی سے روکنا اور صحیح راہ اختیار کرنے کی تلقین کرنا ان کے نزدیک ضروری تھا۔ اس ضمن میں وہ کسی کی پرواہ نہیں کرتے تھے۔ کوئی مانے یا نہ مانے وہ ہر حال میں کلمہ حق بلند کرتے تھے۔'' (صفحہ ۹۸)

صوفی نذیر احمد کاشمیری کے بارے میں بھٹی صاحب لکھتے ہیں کہ:

''صوفی صاحب خالق کائنات کی طرف سے مضطرب دل اور متحرک وجود لے کر اس دنیا میں آئے تھے۔ ان کا سینہ مسلمانوں کی ہمدردی سے بھرپور تھا اور ان کی روح انسانیت کی محبت میں بے چین رہتی تھی۔ وہ ہر جگہ کے مسلمانوں کے معاون اور ہر مقام میں رہنے والے مظلوم مسلمانوں کے حامی تھے۔ ان کا طریق عمل واضح کرتا تھا اور ان کا اسلوب حیات پکار پکار کر کہتا تھا

درویش خداست ہوں نہ شرقی ہوں نہ غربی
گھر میرا نہ دلی نہ صفاہاں نہ سمرقند

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

(صفحہ ۱۹۹)"

حافظ عبدالقادر روپڑی کے بارے میں بھٹی صاحب لکھتے ہیں کہ:

"بلاشبہ وہ کامیاب مقرر اور حاضر جواب مناظر تھے۔ حریف کو گرفت میں لانے اور اس کے سوالات کا ترکی بہ ترکی جواب دینے کے فن میں کامل مہارت رکھتے تھے۔ (صفحہ ۴۹۱)

حافظ صاحب کی خدمات کا دائرہ بہت وسیع تھا' وہ صرف مناظر و مقرر یا واعظ و مبلغ ہی نہ تھے' یعنی صرف گفتار کے غازی نہ تھے' بلکہ حرکت و عمل میں بھی وہ اپنا ایک مقام رکھتے تھے۔" (صفحہ ۵۰۵)

یہ کتاب مکتبہ قدوسیہ نے جنوری ۲۰۰۳ء میں شائع کی۔ (صفحات ۶۴۵)

ارمغانِ حنیف

جولائی ۱۹۸۴ء کو ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور کے زیر اہتمام واپڈا آڈیٹوریم لاہور میں مولانا محمد حنیف ندوی کے ساتھ ایک شام منائی گئی تھی۔ جس کی صدارت اس زمانے کے وفاقی وزیر تعلیم ڈاکٹر محمد افضل نے کی تھی۔ اس تقریب میں جن اصحاب علم نے مقالے پڑھے' ان میں مرزا ادیب' پروفیسر ڈاکٹر تحسین فراقی' مولانا سعید الرحمان علوی اور مولانا محمد اسحاق بھٹی شامل تھے۔

مولانا اسحاق بھٹی بھی ادارہ ثقافت اسلامیہ کے رکن تھے۔ بعد میں ان تمام مقالات کو بھٹی صاحب نے ادارہ ثقافت اسلامیہ لاہور کے زیر اہتمام شائع کیا اور ایک دو مقالات کا اضافہ بھی کیا۔ بھٹی صاحب کے مقالات کی تفصیل یہ ہے:

☆ مولانا محمد حنیف ندوی کی خدمات ادارہ ثقافت اسلامیہ کیلئے۔

☆ مولانا محمد حنیف ندوی اور ان کی خدمات گوناگوں

☆ مولانا محمد حنیف ندوی واقعات و لطائف کے آئینہ میں۔

☆ مولانا محمد حنیف ندوی کا سفر آخرت

یہ کتاب ۱۹۸۹ء میں شائع ہوئی صفحات کی تعداد (۳۷۱) ہے۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ

علامہ محمد حسین ہیکل مصری نے حضرت ابوبکرؓ ایک جامع کتاب تصنیف کی۔ بھٹی صاحب نے بڑے سلیس اور شگفتہ انداز میں ترجمہ کیا ہے۔ یہ کتاب الفیصل ناشران و تاجران کتب اردو بازار لاہور نے شائع کی ہے۔ صفحات کی تعداد (۶۲۰) ہے۔

زیر طبع کتابیں

☆ سیرت علامہ قاضی محمد سلیمان منصور پوری مصنف رحمۃ اللعالمین المکتبہ السلفیہ شیش محل روڈ لاہور شائع کر رہا ہے۔

☆ صوفی محمد عبداللہ وزیر آبادی (امیر المجاہدین) جامعہ تعلیم الاسلام اوڈانوالہ (حال ماموں کانجن)

یہ کتاب جامعہ تعلیم الاسلام ماموں کانجن کے زیر اہتمام شائع ہو رہی ہے۔

☆ محفل خردمنداں۔

☆ دبستانِ حدیث

مولانا محمد فاروق شاکر خطیب جامعہ سعیدیہ خانیوال بھی چل بسے

یہ خبر تمام دینی اور جماعتی حلقوں میں بڑے دکھ اور افسوس کے ساتھ سنی گئی کہ بے مثال عالم دین مولانا محمد فاروق شاکر گذشتہ دنوں انتقال فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

آپ عرصہ دراز سے جامعہ سعیدیہ خانیوال میں خطیب تھے۔ آپ انتہائی مہمان نواز' خوش گفتار اور متواضع تھے۔ جامعہ سعیدیہ میں منعقد ہونے والی علماء کانفرنس میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے اور آنے والے مہمانوں کی تواضع کرتے تھے۔ بظاہر آپ بہت صحت مند تھے' لیکن اچانک عارضہ جگر میں مبتلا ہو کر رحلت فرما گئے۔ آپ کی وفات سے جو خلا پیدا ہوا ہے' وہ مدتوں پر نہ ہو سکے گا۔

آپ کی نماز جنازہ جامعہ سعیدیہ کے مہتمم جناب ڈاکٹر حافظ عبدالرشید اظہر نے پڑھائی اور لوگوں کی بڑی تعداد نے شرکت کی۔ دعا ہے اللہ تعالیٰ انہیں جنت الفردوس میں جگہ نصیب فرمائے اور لواحقین کو صبر جمیل سے نوازے۔ ادارہ جامعہ سلفیہ' اساتذہ اور طلبہ غم میں برابر کے شریک ہیں اور بلندی درجات کیلئے دعا گو ہیں۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

اظہار تعزیت

مرکزی جمعیت اہل حدیث تحصیل صفدر آباد کے نائب ناظم مولانا محمد سرور شفیق خطیب اسلام نگر کی ہمشیرہ محترمہ گذشتہ دنوں وفات پا گئیں۔ اناللہ وانا الیہ راجعون

مرحومہ بہت صالحہ' صابرہ' شاکرہ اور شب زندہ دار خاتون تھیں۔

ادارہ ترجمان الحدیث لواحقین سے اظہار تعزیت کرتے ہوئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحومہ کی بشری لغزشوں سے درگزر کرتے ہوئے انہیں جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق دے۔ آمین۔

للھم اغفرلھا وارحمھا وادخلھا الجنۃ الفردوس

© rasailojaraid.com